مقالات احسان

سلسلہ چشتیہ صابریہ امدادیہ سے متعلق

چند غلط فہمیاں اور اُن کا ازالہ

مقالہ نگار

مفتی احسان الحق

فاضل و متخصص فی علوم الحدیث

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ اشرف المدارس گلستان جوہر کراچی

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را رو شناہی

تمام سلاسل کی انتہا حضور سرورکونین آ قائے نامدارﷺ کی ذات گرامی پر ہوتی ہے، جبکہ اسماءِ سلاسل ان کے بزرگوں کی نسبت سے مشہور ہوئے ، جیسے سلسلہ قادریہ کا نام پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور سہروردیہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (متوفی: ۶۳۲ ھ) اور سلسلہ نقشبندیہ حضرت شیخ سید بہاؤ الدین محمد نقشبندیؒ (متوفی: ۷۹۱ ھ) اور سلسلہ چشتیہ حضرت خواجہ سلطان الہند معین الدین چشتی اجمیریؒ (متوفی: ۶۳۲ ھ) کے نام نامی سے معروف ہوا۔ پھر یہی سلسلہ خواجہ اجمیریؒ کے نامور خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ (متوفی: ۶۳۳ ھ) کے جانشین حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ (متوفی: ۶۶۸ ھ) کے دو ممتاز خلفاء حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابرؒ (متوفی: ۶۹۰ ھ) سے سلسلہ چشتیہ صابریہ اور حضرت محبوب الٰہی سید محمد نظام الدین اولیاءؒ (متوفی: ۷۲۵ ھ) سے چشتیہ نظامیہ کے نام سے پھیلا۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ مخدوم صابرؒ سے ۱۴ واسطوں سے حضرت شاہ عبدالباری امروہویؒ (متوفی: ۱۲۲۶ھ) تک، پھر ان سے شاہ عبدالرحیم فاطمی شہیدؒ (متوفی: ۱۲۴۶ھ) سے حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ (متوفی: ۱۲۵۹ھ) سے حضرت سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (متوفی: ۱۳۱۷ھ) سے اکابر علماء دیوبند تک پہنچ کر چشتیہ صابریہ امدادیہ کے نام سے معروف ہوا۔

اس شجرۂ طیبہ سے اکابرین دیوبند میں سے مندرجہ ذیل مشائخ پیوستہ تھے:

(۱) حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (متوفی: ۱۲۹۷ھ)

(۲) صدر المدرسین وشیخ الحدیث اول دارالعلوم دیوبند مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ (متوفی: ۱۳۰۲ھ)

(۳) حضرت فقیہ ملّت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (متوفی: ۱۳۲۳ھ)

(۴) مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ (متوفی: ۱۳۴۶ھ)

(۵) شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ (متوفی: ۱۳۳۹ھ)

(۶) آیۃ من آیات اللہ مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ (متوفی: ۱۳۵۲ھ)

(۷) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (متوفی: ۱۳۶۲ھ)

(۸) شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ (متوفی: ۱۳۷۷ھ)

(۹) مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ (متوفی: ۱۳۸۳ھ، ۱۹۶۲ء)

(۱۰) شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (متوفی: ۱۳۶۹ھ: ۱۹۴۹ء)

(۱۱) شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (متوفی: ۱۳۹۴ھ)

(۱۲) سابق مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ (متوفی: ۱۳۹۶ھ)

(۱۳) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ (متوفی: ۱۹۸۲ء)

(۱۴) حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ (متوفی: ۱۴۰۳ھ)

(۱۵) محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ (متوفی: ۱۳۹۸ھ)

(۱۶) حضرت مفتی اعظم مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (۱۹۹۶ء)

(۱۷) حضرت صوفی محمد اقبال مہاجر مدنیؒ (۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

(۱۸) حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ (متوفی: ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

(۱۹) مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ (متوفی: ۱۴۲۵ھ)

(۲۰) مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ (متوفی: ۱۴۳۱ھ، ۲۰۱۰ء)

یہاں مقصود بالذکر چوں کہ سلسلۂ چشتیہ صابریہ امدادیہ ہے، اس لئے اسی پر بات کریں گے۔ زمانۂ ماضی میں سلسلۂ چشتیہ سے متعلق یہ غلط فہمی پھیلی ہوئی تھی کہ یہ سلسلہ منقطع ہے، کیوں کہ خواجہ حسن بصریؒ (متوفی: ۱۱۰ھ) حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ (متوفی: ۴۰ھ) کے زمانے میں بہت کم عمر تھے، کم عمری میں انہیں روحانی خلافت نہیں مل سکتی۔ یہ اعتراض شاہ ولی اللہؒ (متوفی: ۱۱۷۶ھ) نے ''**الا نتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ**'' اور ''**القول الجمیل**'' میں ذکر کیا ہے۔ اور حضرت مولانا فخر الدین چشتی نظامی اورنگ آبادیؒ (متوفی: ۱۱۹۹ھ) خلیفہ مولانا نظام الدین اورنگ آبادیؒ (متوفی: ۱۱۴۲ھ) نے ''فخر الحسن'' نامی رسالہ لکھ کر اس اعتراض کی تردید کی ہے۔

راقم کچھ عرصہ قبل سوانح قاسمی کا مطالعہ کر رہا تھا کہ یکا یک رئیس القلم مولانا مناظر احسن گیلانیؒ (متوفی: ۱۸۹۲ھ، ۱۹۶۷ء) کے ایک جملہ سے چونکا، اور مذکورہ مضمون اسی چونکا دینے والی عبارت سے متعلق ہے، وہ جملہ یہ تھا:

''سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم شہید فاطمی ولایتیؒ جن کا نام نامی تمام سلاسل دیوبندیہ چشتیہ صابریہ امدادیہ کے شجرات طریقت میں موجود ہے، کو اپنے مرشد ثانی سے اجازت وخلافت نہیں، جس طرح انہیں اپنے مرشد اوّل سے نہیں''۔

پھر کیا تھا، بندہ اس بات کے اصل مرجع کی تلاش میں لگ گیا، کچھ عرصہ کی تگ ودو کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ یہ بات موصوف نے ''ارواح ثلاثہ'' میں پڑھی ہے۔ ہم وہ عبارت بعینہ نقل کرتے ہیں:

''(بیعت کے) دو چار روز بعد حاجی صاحبؒ شاہ صاحبؒ سے رخصت ہوئے اور ایک جگہ اللہ کی یاد میں مصروف ہوگئے۔ چھ ماہ کے بعد امروہہ حاضر ہوئے تو شاہ صاحبؒ کا وصال ہوگیا تھا۔ یہ ابھی مجاز نہیں ہوئے تھے کہ شیخ کا انتقال ہوگیا۔ اسی طرح حضرت حاجی صاحب شہید اوّل ہی اول پنجلاسہ میں شاہ رحم علی صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے، شاہ صاحبؒ نے ان کے حال پر بڑی عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ: لو، یہ لڈو لے کر جاؤ اور کالام کے پہاڑ میں بیٹھ کر اپنا کام کرو! چنانچہ بموجبِ ارشاد چھ ماہ کالام کے پہاڑ میں یادالٰہی کے اندر مصروف رہے، اور درختوں کے پتے کھا کر گزارا کیا۔ چھ ماہ کے بعد وہ لڈو لے کر پنجلاسہ آئے، ان کے پہنچنے سے پہلے شاہ صاحبؒ کا وصال ہوگیا تھا، ان سے بھی مجاز نہ ہوئے''۔ (ارواح ثلاثہ، حکایت نمبر: ۱۴۷، ص: ۱۳۶، طبع: البرھان پبلشرز، سن اشاعت: ۲۰۱۱ء)

اور مولانا مناظر احسن گیلانیؒ ''سوانح قاسمی'' میں لکھتے ہیں:

''سید احمد شہیدؒ (متوفی: ۱۲۴۶ھ) اپنے تبلیغی دوروں کے سلسلے میں اس علاقہ (نانوتہ) کے مرکزی شہر سہارنپور بھی تشریف فرما ہوئے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سہارنپور میں ایک مسجد ''بونبی والی'' کے نام سے مشہور تھی۔ سید صاحبؒ اسی مسجد کے پاس سے گزر رہے تھے کہ اچانک ٹھٹکے اور دریافت فرمایا: کہ اس مسجد میں کوئی بزرگ رہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! سید صاحب مسجد میں آکر ان صاحبؒ سے ملے اور اس کے بعد وہ عجیب وغریب واقعہ پیش آیا جس کا ذکر یہاں مقصود ہے۔ کہتے ہیں کہ ''بونبی والی'' مسجد میں جو صاحب تھے، ان کا نام شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ تھا۔ پہلے یہ پنجلاسہ (مشرقی پنجاب) کے ایک بزرگ سے جن کا نام شاہ رحم علیؒ تھا، مرید ہوئے تھے، اور ان کے زیرِ تربیت رہ کر کالام کے پہاڑ میں بڑی بڑی سخت ریاضتیں کی تھیں، مگر اپنے اس پیر سے مجاز نہ ہو سکے۔ تب امروہہ پہنچ کر حضرت شاہ عبدالباریؒ سے مرید ہوئے، اور ان کی تعلیم وتربیت سے مستفید ہو ہی رہے تھے کہ ان کا بھی انتقال ہوگیا، اور خلافت کی سند ان سے بھی نہ مل سکی۔ سہارنپور میں آکر ''بونبی والی'' مسجد میں قیام فرمالیا تھا کہ اچانک دولت بیدار خود ان کے ہاتھ میں آگئی، یعنی سید شہیدؒ جیسا کہ عرض کیا گیا ان کے پاس ملنے کے لئے ''بونبی والی'' مسجد میں تشریف لائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملنے کے ساتھ ہی خلوت ہوگئی۔ پھر بڑے بڑے قصے درمیان میں پیش آئے۔ آخری نتیجہ یہی تھا کہ دو پیروں سے مرید ہونے اور باضابطہ تعلیم پانے کے بعد بھی سید احمد شہیدؒ کے دست حق پرست پر شاہ عبدالرحیمؒ نے بیعت فرمائی اور اجازت بھی ان کو سید صاحب ہی سے حاصل ہوئی''۔ (سوانح قاسمی، ص: ۵۷، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور)

''ارواح ثلاثہ'' اور سوانح قاسمیؒ کی مندرجہ بالا عبارتوں سے دو غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں:

۱- پہلی غلط فہمی یہ ہے کہ حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ کو ان کے مرشد اوّل شاہ رحم علیؒ سے اجازت وخلافت نہیں۔

۲- دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ موصوف کو ان کے مرشد ثانی شاہ عبدالباری صاحبؒ سے بھی خلافت نہیں۔

اور مولانا قاسمیؒ صفحہ:۶۷ پر لکھتے ہیں:

''مشائخ دیو بند کے شیخ الشیوخ یعنی حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے مرشد برحق حضرت میانجی نور محمد جھنجھانویؒ کے پیر یہی حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتیؒ ہیں، جن پر سید شہیدؒ کی نسبت کا غلبہ بقول حضرت (مولانا قاسم) نانوتویؒ ہو گیا تھا۔ خلافت واجازت بھی میاں جی جھنجھانوی قدس اللہ سرہ کو شاہ عبدالرحیمؒ ہی سے حاصل ہوئی''۔

اس عبارت میں چوں کہ حصر ہے کہ میاں جیؒ کو خلافت شاہ عبدالرحیمؒ سے ہی حاصل ہوئی تو اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کے خلیفہ میاں جیو نور محمدؒ کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے اجازت وخلافت نہیں تھی، بلکہ صرف شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ سے ہی تھی۔ اس اجمالی واقعہ کی تفصیل سوانح قاسمی کے حاشیہ میں بھی کی گئی ہے۔ اور حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ ''سوانح قاسمی'' کے مقدمہ صفحہ:۲۰ میں لکھتے ہیں کہ مولانا مناظر صاحب گیلانیؒ کی کتاب کے مسودہ پر تین علمائے کرام نے نظر ثانی کی اور اضافے کئے ہیں:

۱-: سابق استاذ دارالعلوم دیوبند حضرت الاستاد العلامہ مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ (متوفی:۱۳۸۷ھ)

۲-: سابق صدر شعبۂ کتابت دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحبؒ۔

۳-: سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ۔

اس نظر ثانی میں دس باتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے، جس میں سے تیسری بات یہ ہے کہ کسی مختصر واقعہ کی تفصیل ضروری سمجھی گئی تو اُسے حاشیہ میں لے لیا گیا۔ حاشیہ میں ان تین حضرات نے مندرجہ بالا واقعہ نقل کیا اور بطور تفریع حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا قصہ لکھا ہے، ہم پورا حاشیہ نقل کرتے ہیں، صفحہ:۶۷ پر لکھتے ہیں:

''جیسے شاہ عبدالرحیم ولایتی رحمہ اللہ دو پیروں سے مرید ہونے کے بعد بھی مجاز نہ ہو سکے، اور قدرت کا ازلی فیصلہ تھا کہ سید شہیدؒ کی مہم کی تکمیل کا کام ان سے لیا جائے گا، کچھ یہی صورت حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ کے ساتھ پیش آئی، ابتدا میں وہ شاہ محمد آفاق دہلویؒ کے خلیفہ شاہ نصیر الدینؒ سے بیعت ہوئے، مگر شاہ نصیر الدینؒ کی وفات کی وجہ سے اپنی تکمیل کے لئے شیخ کی ضرورت باقی رہی، آخر بعض مبشرات کے تحت حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کی خدمت میں پہنچ کر سید شہیدؒ کی عطا کردہ نعمت ودولت کو جو شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کے ذریعہ ان تک پہنچی تھی، حضرت حاجی امداداللہ نے حاصل فرمائی''۔

اس عبارت میں جس طرح پہلی تین غلط فہمیوں کا ازالہ نہیں کیا گیا، بلکہ اس کی تصویب وتائید کی گئی ہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کو ان کے مرشد اوّل و ثانی سے اجازت وخلافت نہیں، اور تیسری غلط فہمی یہ ہے کہ حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کو براہ راست حضرت سید احمد شہیدؒ سے خلافت واجازت نہیں تھی، جیسا سوانح قاسمی کے حوالہ سے اوپر گزرا۔ اس سے پتہ چلا کہ مذکورہ بالا غلط فہمیوں میں ایک دو بندے نہیں، بلکہ ایک جماعت مبتلا ہے۔ اور چوتھی غلط فہمی بھی اس حاشیہ میں ہے، وہ یہ کہ حاجی امداداللہ صاحبؒ کو اپنے مرشد اوّل حضرت نصیر الدین دہلویؒ سے اجازت نہیں۔ مندرجہ بالا چاروں غلط فہمیوں کا کوئی مستند حوالہ ہمیں نہیں مل سکا، بہر حال اب ہم مذکورہ چاروں غلط فہمیوں کا بالترتیب ازالہ کریں گے۔

پہلی غلط فہمی کا ازالہ:

پہلی غلط فہمی یہ تھی کہ حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کو ان کے پہلے پیر ومرشد سے اجازت وخلافت نہیں تھی۔ مذکورہ غلط فہمی کے ازالہ سے قبل سردست ہم یہ عرض کئے دیتے ہیں کہ ان تمام سلاسل چشتیہ وغیرہا کے امین حضرت سید الطائفہ سیدنا حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ ہیں، وہی اپنے شیخ میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ سے اقرب اور اپنے شیخ الشیخ حضرت شاہ عبدالرحیم فاطمی شہیدؒ سے قریب ہیں اور وہ دوسروں سے زیادہ اپنے سلاسل کی معرفت و پہچان رکھتے ہیں، اور ان سلاسل کی نسبت ان کا قول قول فیصل ہے اور ان کی طرف کسی غلط بیانی کی نسبت کی گنجائش نہیں کی جاسکتی۔

حضرت عبدالرحیم ولایتیؒ کو جو شاہ رحم علی صاحبؒ سے اجازت ہے، اس کے متعلق حضرت حاجی امداداللہ صاحب نے اپنی کتاب ''ضیاء القلوب'' میں

لکھا ہے:

خاندان عالیہ قادریہ قدوسیہ

''نیز فقیر را (حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ) دریں طریقہ قادریہ اجازت از مرشد حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ از حاجی عبدالرحیم شہید ولایتیؒ از سید رحم علی شاہؒ از سید عبدالرزاقؒ از سید عبدالحئیؒ از سید محمد غوثؒ......الخ''۔ (کلیات امدادیہ،مطبع قیومی کانپور)

اور اس بات کی مزید تائید فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی سوانح بنام ''تذکرۃ الرشید'' میں دیئے گئے شجرات سے ہوتی ہے، جو کہ یہ ہے:

''حضرت امام ربانی (مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) قدس سرہ کو اس سلسلہ عالیہ کی اجازت اعلیٰ حضرت حاجی صاحبؒ سے بواسطہ شاہ رحم علی صاحبؒ بھی حاصل ہے، اس کی اسناد اس طرح ہے: حضرت مخدوم العالم از اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ شاہ از میانجیو نور محمدؒ از حاجی عبدالرحیم شہیدؒ از سید رحم علی شاہؒ......الخ''

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کلیات امدادیہ (جو حضرت حاجی صاحبؒ کی دس کتابوں کے مجموعہ پر مشتمل ہے) مطبوعہ دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان کے صفحہ: ۴۷ پر خاندان عالیہ قادریہ قدوسیہ کا جو شجرہ درج ہے، اس میں لکھا ہے میانجیو صاحبؒ کو اس سلسلہ کی اجازت سید عبدالحئیؒ اور انہیں سید محمد غوث سے ہے، بداہتہً غلط ہے۔ یا تو یہ غلطی مترجم سے ہوئی ہے، یا مترجم کے پاس ضیاء القلوب کا جو نسخہ تھا، اس میں ہی یہ غلطی تھی یا پھر کمپوزنگ کرنے والے سے ہوئی ہے۔ صحیح وہی نسخہ ہے جس کے حوالہ سے ہم نے لکھا ہے یعنی ''کلیات امدادیہ مطبع قیومی کانپور''۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت میانجیو صاحبؒ کو بالاتفاق دو ہی حضرات سے اجازت وخلافت تھی (۱) حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ سے (۲) حضرت سید احمد شہیدؒ سے۔ بہرحال اس شجرہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب فاطمیؒ کو ان کے مرشد اول حضرت شاہ رحم علی صاحبؒ سے اجازت ہے۔

اور مولانا عبدالحئی حسنیؒ (متوفیٰ: ۱۳۴۱ھ) نزہۃ الخواطر میں جلد: ۷، صفحہ: ۲۶۷، پر شیخ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے ترجمہ کے تحت لکھتے ہیں:

"أخذ الطريقة القادرية عن الشيخ رحم على القميصى السادهوروى".

اسی طرح شیخ محمد حسین مرادآبادیؒ اپنی کتاب ''انوار العارفین'' بزبان فارسی، صفحہ: ۴۵۱ میں شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کے ترجمہ کے تحت لکھتے ہیں:

''ذکر حضرت حاجی عبدالرحیم از سادات روہ یعنی افغانستان بودند، بہ اقتضاء استعداد جلی از وطن خود در ہندوستان بطلب مولی تشریف آوردند، اول انتساب نسبت باطن طریقہ عالیہ قادریہ از شاہ رحم علی.........کہ یکے از کاملان ہندوستان بودند میداشتند''۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے تاریخ مشائخ چشت (جو مشائخ چشتیہ صابریہ کے حالات پر مشتمل ہے) صفحہ: ۳۲۱ میں حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ شہید کے حالات میں بھی یہی لکھا ہے کہ:

''اول سلسلہ قادریہ میں شاہ رحم علی صاحب ساڈھوریؒ سے (جن کا مزار پنجلاسہ میں ہے) نسبت وکمالات حاصل کئے''۔

دوسری غلط فہمی کا ازالہ:

دوسری غلط فہمی یہ تھی کہ شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کو ان کے مرشد ثانی حضرت شاہ عبدالباریؒ سے اجازت نہیں۔

حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ ''ضیاء القلوب'' ص: ۳۷ پر لکھتے ہیں:

''سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر ننگِ خاندان بزرگانِ طریقت کا نام بدنام کرنے والا روسیاہ امداداللہ عفااللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفاں نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا وہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت واجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتیؒ سے اور ان کو حضرت عبدالباری......الخ''۔

اس میں حاجی صاحبؒ نے حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتیؒ کے نام کے بعد حضرت عبدالباریؒ صاحب کا نام ذکر کیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کو جناب حضرت عبدالباریؒ سے اجازت حاصل تھی۔ اور مولانا عبدالحئی حسنیؒ (متوفیٰ: ۱۳۴۱ھ) نزہۃ الخواطر، جلد: ۷، صفحہ: ۲۳۹، میں حضرت شاہ عبدالباری امروہویؒ کے حالات کے تحت لکھتے ہیں:

"أخذ عنه الحاج عبد الرحيم وخلق آخرون".

اوراسی جلد کے صفحہ: ۲۶۷، پر شیخ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے ترجمہ کے تحت لکھتے ہیں:

"أخذ الطريقة القادرية عن الشيخ رحم علی القميصی الساڈھوروی، والطريقة الچشتية عن الشيخ عبد الباری بن ظهور الله الأمروهوی". (نزہۃ الخواطر، ط: الثانیۃ: مطبع مجلس دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن: ۱۳۹۹ھ، ۱۹۷۹ء)

اسی طرح شیخ محمد حسین مرادآبادی اپنی کتاب "انوار العارفین" بزبان فارسی صفحہ: ۴۵۰ میں حضرت شیخ عبدالباریؒ کے حالات میں خلفاء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وخلفاء وی حاجی سید عبدالرحیم"۔

اور قابل ذکر بات یہاں یہ بھی ہے کہ انہوں نے شیخ عبدالباریؒ کے خلفاء میں سب سے پہلے حاجی عبدالرحیمؒ کو ذکر کیا ہے اور صفحہ: ۴۵۱ میں حاجی عبد الرحیمؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اول انتساب نسبت باطن طریقہ عالیہ قادریہ از شاہ رحم علیؒ کہ از احفاد حضرت شاہ قمیص ساڈھورویؒ کہ یکی از کاملان ہندوستان بودند میداشتند ....بعدہ حاجی صاحب بمقتضائے ایں بیت دلا رام درہ دلا رام جوی ....لب از تشنگی خشک برطرف جوی، نسبت عشقیہ چشتیہ کہ خاص طریقہ چشت است از شاہ عبدالباریؒ مرید نبیرہ شاہ عبدالہادی صابری امروہیؒ تحصیل نمودند و بعد انتقال ایشاں مصداق ایں بیت بود چو دیدہ بدیدار گردد دلیر ....نگردد چو مستقی از دجلہ سیر بیعت جہاد باطریقت باجناب سید احمدؒ کردند حضرت حاجی مولوی محمد قاسمؒ در مجلسی با راقم نقل میفرمودند کہ چوں ہر دو ذات بابرکات بعد فراغ مراقبہ باہم می نشستند اثر ہمت قویہ ایشاں ہر جناب سید احمدؒ خندہای قہقہہ کہ خاص اثر نسبت چشتیہ است ظاہر می شد و اثر توجہ جناب سید بر ایشاں غلبہ سکر رومیداد رحمۃ اللہ علیہم"۔

اسی طرح حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ (متوفیٰ: ۱۳۲۲ھ) کا شجرہ چشتیہ صابریہ منظومہ بزبان عربی جو حضرت مدنیؒ کی کتاب سلاسل طیبہ کے صفحہ: ۱۹ پر درج ہے، اس کے شروع کے کچھ اشعار لکھے جاتے ہیں، جن میں شاہ عبدالباریؒ کو شاہ عبدالرحیمؒ کا شیخ قرار دیا گیا ہے:

الشيخ إمداد اللّٰه قطب العلی
الجاه ذی التمكين والعرفان
وبكاشف الظلمات نور محمد
وبسيدی عبد الرحيم الفانی
وبعد باری ذاک شيخ شيوخنا
وبعد هادی للزمان أمان

حضرت شیخ الاسلام علامہ سید حسین احمد مدنیؒ اپنی کتاب "سلاسل طیبہ" جس میں انہوں نے تصوف کے سلاسل ذکر کئے ہیں، فرماتے ہیں:
"اولاً (اس کتاب میں) شجرہ چشتیہ صابریہ ذکر کیا گیا ہے، کیوں کہ ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کا اصل سلوک اسی طریقہ میں ہے اور یہ نسبت ان میں دیگر نسبتوں پر غالب تر ہے......الخ"۔

اس میں بھی جتنے سلاسل کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس میں شیخ عبدالرحیمؒ کے بعد شیخ عبدالباریؒ کا نام ہی لکھا گیا ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مجموعہ شجرات طریقت بنام "وسيلة السعادات فی مجموعة الشجرات صفحہ: ۵" اس کتاب میں دیئے گئے شجرات سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ عبدالرحیمؒ کو شاہ عبدالباریؒ سے صرف سلسلہ چشتیہ صابریہ میں ہی نہیں، بلکہ چشتیہ نظامیہ اور سہروردیہ میں بھی اجازت تھی، تفصیل کے لئے صفحہ: ۱۳ اور ۱۵ دیکھئے۔ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے تاریخ مشائخ چشت (جو مشائخ چشتیہ صابریہ کے حالات پر مشتمل ہے) صفحہ: ۳۲۱ میں حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ شہید کے حالات میں بھی یہی لکھا ہے کہ:

"اول سلسلہ قادریہ میں شاہ رحم علی صاحب ساڈھوریؒ سے (جن کا مزار پنجلاسہ میں ہے) نسبت وکمالات حاصل کئے، اس کے بعد سلسلہ چشتیہ میں حضرت شاہ عبدالباریؒ کے دربار میں تکمیل نسبت فرمائی۔"

جناب حضرت خلیق احمد نظامیؒ سابق استاذ شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اپنی کتاب "تاریخ مشائخ چشت" (یہ کتاب مشائخ چشتیہ نظامیہ کے

حالات پر مشتمل ہے)صفحہ:۲۳۲،۲۳۳ میں رقمطراز ہیں:

’’صابر یہ سلسلہ کا مرکز اس دور میں امروہہ بنا۔ وہاں حضرت شاہ عضد الدینؒ (متوفیٰ :۱۱۷۲ھ) حضرت شاہ عبد الہادیؒ (متوفیٰ :۱۱۹۰ھ) اور شاہ عبد الباریؒ (متوفیٰ :۱۲۲۶ھ) نے تزکیۂ نفس اور تجلیۂ باطن کی وہ محفلیں گرم کیں کہ فضائیں تک جگمگا اٹھیں۔ شاہ عبد الباریؒ کے خلیفہ حاجی سید عبد الرحیم فاطمیؒ (متوفی :۱۲۴۶ھ) شیخ کی مجلس سے دین کا ایسا درد لے کر اٹھے کہ جب تک زندہ رہے احیاءِ سنت کے لئے کوشاں رہے۔ جب حضرت سید احمد شہیدؒ نے جہاد کی تیاری کی تو ان کے ساتھ ہو گئے اور بالاکوٹ کے میدان میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے، ان کے خلیفہ میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ (متوفی :۱۲۵۰ھ) کے دامن تربیت سے ایک ایسا شخص اٹھا، جس نے صابر یہ سلسلہ کو عروج کی انتہائی منزل پر پہنچا دیا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے فیوض ہندوستان تک محدود نہیں رہے، دیگر ممالک اسلامیہ میں بھی ان کے اثرات پہنچے‘‘۔

تنبیہ:

میرے سامنے فی الوقت ارواح ثلٰثہ کے دو نسخے ہیں: ایک میں حکایت نمبر: ۱۴۷ ہے اور دوسرے میں ۱۴۸ ہے، جس پر عنوان ہے ’’اضافہ از احقر ظہور الحسن کسولوی غفرلہ ولوالدیہ‘‘ کے تحت حضرت شیخ شاہ عبد الرحیم ولایتی فاطمی شہیدؒ کی بیعت کا واقعہ ہے۔ ایک کا مطبع دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، سن اشاعت فروری ۱۹۷۶ء اور دوسری کا طبع، البرھان ناشران وتاجران کتب، سن اشاعت: اگست ۲۰۱۱ء۔

ان کی بیعت کا واقعہ ہم یہاں ’’ارواح ثلاثہ‘‘ سے نقل کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ:

’’حاجی صاحب شہیدؒ اور دو شخص ان کے ہمراہ ہو کر امروہہ شاہ عبد الہادی صاحب کی خدمت میں بغرض بیعت حاضر ہوئے، تین دن تک حضرت کے ہاں مسجد میں مہمان رہے، حضرت شاہ صاحبؒ نے ان کے حال پر کچھ توجہ نہ فرمائی، نماز کے لئے تشریف لاتے اور فارغ ہو کر حجرہ میں چلے جاتے۔ جب اسی طرح تین دن گزر گئے تو دونوں ہمراہیوں نے حضرت حاجی صاحب شہیدؒ سے کہا: کہ میاں! یہ تو ایک امیر آدمی معلوم ہوتے ہیں، ہماری طرف بالکل بھی توجہ نہیں کرتے، پھر ہم بھی مرید ہو کر کیا کریں گے؟۔ چلو کوئی دوسری جگہ دیکھیں جہاں فقیری درویشی ہو، حضرت حاجی صاحبؒ نے جواب دیا: بھائی! تمہیں اختیار ہے، جاؤ! میں تو اسی جگہ کا ہو رہا، آخر وہ دونوں چل دیئے۔ اس کے بعد حضرت حاجی صاحب شہیدؒ شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے چیں بجبیں ہو کر آڑے ہاتھوں لیا اور خوب دھمکایا، یہاں کیوں پڑے ہو؟ جاتے کیوں نہیں؟ حاجی صاحبؒ نے عرض کیا کہ: حضرت! مجھے تو سلسلۂ خدام میں داخل فرمالیں۔ شاہ صاحبؒ نے ترشی کے ساتھ جواب دیا: میں ایک امیر آدمی ہوں، پان چھالیہ کھاتا ہوں، میں بیعت کرنے کے قابل نہیں، نہ میں تم کو بیعت کرتا ہوں، جاؤ! کوئی دوسری جگہ دیکھو۔ حاجی صاحبؒ نے گردن جھکالی اور عرض کیا: مجھے تو بیعت فرما ہی لیں، آخر دو چار دن کے بعد حضرت کو یقین ہوا کہ بدون بیعت جائیں گے نہیں، تب ظہر اور عصر کے مابین حاجی صاحبؒ کو ہمراہ لے کر دریا پر گئے اور دریا کے کنارے ان کو بیعت کیا‘‘۔

مندرجہ بالا واقعہ سے پتہ چلا کہ شاہ عبد الرحیم ولایتی فاطمی شہیدؒ کی بیعت شاہ رحم علی ساڈھورویؒ کے بعد شاہ عبد الھادیؒ سے تھی، نہ کہ شاہ عبد الباریؒ سے، جیسا کہ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے شاہ عبد الھادیؒ کے اشتباہ سے شاہ عبد الہادیؒ کی جگہ شاہ عبد الباریؒ لکھ دیا ہے، جس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ شاہ عبد الباریؒ سے اجازت نہیں تھی، حالانکہ حقیقت میں شاہ عبد الباریؒ اجازت حاصل تھی۔

تیسری غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

تیسری غلط فہمی یہ تھی کہ حضرت نور محمد جھنجھانویؒ کو سید احمد شہیدؒ سے خلافت بواسطہ شاہ عبد الرحیمؒ ہے، یعنی حضرت جی میانجیو نور محمدؒ کو سید احمد شہیدؒ سے براہ راست اجازت نہیں ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ’’ضیاء القلوب‘‘ صفحہ: ۷۵ پر سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ کے تحت لکھتے ہیں:

’’اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میاں جیو نور محمد شاہؒ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے ان کو شاہ عبد العزیزؒ سے ......الخ‘‘۔

اس شجرہ سے پتہ چلا کہ میانجیو نور محمد صاحبؒ کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے براہ راست بھی اجازت ہے اور یہی شجرہ تذکرۃ الرشید جلد: ۲ کے صفحہ: ۱۰۸ میں بھی درج ہے۔

چوتھی غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

چوتھی غلط فہمی یہ تھی کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو ان کے مرشد اول حضرت نصیرالدین شاہؒ سے اجازت وخلافت نہیں تھی۔

حضرت حاجی صاحبؒ اپنے بارے میں ''ضیاء القلوب'' کے صفحہ: ۵۷ پر سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ کے تحت لکھتے ہیں:

''فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا وہادینا حضرت مجاہد بن نصیرالدینؒ سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق دہلوی سے......الخ''۔

یعنی سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کو اپنے مرشد اول حضرت نصیرالدین شاہ صاحبؒ اور مرشد ثانی حضرت نور محمد جھنجھانویؒ دونوں سے اجازت وخلافت ہے۔اور یہی شجرہ ''تذکرۃ الرشید'' جلد:۲ کے صفحہ: ۱۰۸ خاندان عالیہ نقشبندیہ قدوسیہ میں بھی درج ہے۔اور حضرت شیخ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مجموعہ شجراتِ طریقت بنام ''وسیلة السعادات فی مجموعة الشجرات''صفحہ: ۵ میں بھی وہی شجرہ درج ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آفاقیہ میں مولانا نصیرالدین صاحبؒ سے اجازت ہے۔

اور مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے متعلق جو یہ مشہور ہے کہ حاجی امداد اللہؒ کو کبھی فرماتے: وہ میرے بھتیجے ہیں اور میں ان کا چچا ہوں۔اس کا مطلب یہی ہے کہ مولانا مراد آبادیؒ شاہ آفاقؒ کے خلیفہ تھے۔اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ شاہ آفاق کے خلیفہ اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے پیر بھائی حضرت نصیرالدین شاہ صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔

حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم فاطمیؒ کے مقام ومرتبہ کی مزید وضاحتیں:

اگر کسی شخص کو اپنے شیخ سے اجازت نہ ہو تو اُسے بیعت کرنا جائز نہیں اور نہ ہی لوگ ایسے شخص سے بیعت ہونے پر رضامند ہوتے ہیں۔حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ حضرت سید احمد شہیدؒ کی بیعت سے پہلے بھی ایک بڑے بزرگ اور مانے ہوئے شیخ تھے۔ان کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مرید تھے اور انہوں نے سید صاحبؒ سے مرید ہونے کے بعد بھی رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔چنانچہ ''ارواح ثلاثہ'' حکایت نمبر:۱۴۶، صفحہ:۱۳۴، ۱۳۵ کے تحت یہ واقعہ نقل کیا ہے:

''کہ شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ فرماتے تھے: کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ سے جو لوگ ان کے سید صاحبؒ سے بیعت ہونے کے بعد بیعت ہوئے، ان کی حالت نہایت اچھی تھی اور ان پر اتباعِ سنت نہایت غالب تھا۔اور جو لوگ سید صاحبؒ کی بیعت سے پہلے بیعت ہوئے، ان کی حالت اس درجہ کی نہ تھی''۔

لہٰذا پتہ چلا کہ شاہ صاحبؒ اس سلسلہ میں پہلے سے مجاز تھے، تبھی تو مرید کرتے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے ''تاریخ مشائخ چشت'' صفحہ:۳۲۱ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کے مقام ومرتبہ کی طرف اس قصہ سے روشنی ڈالی ہے:

''کسی شخص نے شاہ عبدالرحیم صاحبؒ سے دریافت کیا کہ آپ تو بڑے کمال کے آدمی ہیں اور کمال باطن میں سید صاحبؒ سے گھٹے ہوئے نہیں، بلکہ بڑھے ہوئے ہیں ....الخ''۔

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (متوفی: ۱۹۹۹ء) خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنی کتاب ''سیرت سید احمد شہیدؒ'' صفحہ:۱۳۴، خواجہ بک ڈپو، اردو بازار لاہور میں لکھتے ہیں:

''(سید احمد شہید صاحب) جب سہانپور کی طرف روانہ ہوئے، سہارن پور سے باہر ایک جم غفیر استقبال کے لئے موجود تھا، آپؒ نے مغرب کی نماز مسجد بونبی والی میں پڑھی، اس کے ایک حجرے میں حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ رہتے تھے، جو بڑے مشائخ میں سے تھے، سیکڑوں آدمی ان کے مرید تھے۔انہوں نے اپنے تمام مریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیازمندوں کو بلاکر کہہ دیا کہ سب آپؒ سے بیعت ہو جاؤ، ایسا مرشد کامل پھر ملنا مشکل ہے''۔

مولانا علی میاںؒ کی اس عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ حاجی صاحب شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کو اپنے شیخ سے اجازت وخلافت تھی اور ان کے خود کے بھی سینکڑوں مرید تھے۔مولانا محمد میاں صاحب ''علماء ھند کا شاندار ماضی'' جلد:۲، صفحہ:۱۰۲ اور ۱۰۳ پر ایک اقتباس کے ذیل میں لکھا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ایک وفد نے خاص طور پر سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا شک وشبہ پیش کیا، آپؒ نے فرمایا! کی یہ سپاہیانہ کرتبوں کی مشق بظاہر مادی چیز ہے ....آپ نے مزید تشفی کے لئے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ کا حوالہ دیا، جواس زمانہ کے بہت بلند پایہ صوفی تھے، ان کے ہزاروں مرید تھے اورسہارنپور سے قافلے میں شریک ہوئے تھے۔شاہ صاحب (عبدالرحیم ولایتیؒ) نے جواب دیا: سید صاحب کو دیکھ کر میں نے اپنے تمام مریدوں سے کہہ دیا تھا کہ اب روحانی کامیابی کا راستہ صرف وہی ہے جو سید صاحبؒ اختیار کئے ہوے ہیں، یہی راستہ اختیار کرو اور سید صاحبؒ سے بیعت ہوجاؤ۔ اور بحوالہ ''مصنف وقائع احمدی'' میاں صاحب نقل کرتے ہیں:

''چوں کہ حاجی صاحب مانے ہوئے باکمال پیر تھے، جوتصوف کے تمام کمالات میں اونچا درجہ رکھتے تھے، آپ کی تقریر سن کر سب لوگ مطمئن ہوگئے''۔

اسی طرح صفحہ:۱۰۷ میں لکھتے ہیں:

''سہارنپور میں بہت بڑی کامیابی یہ ہوئی کہ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ جوخود بڑے بزرگ اور شیخ تھے، جن کے ہزاروں مرید تھے۔ وہ خود حضرت سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوکر سید صاحبؒ کے قافلے میں شریک ہوگئے، اور اپنے تمام مریدوں کو ہدایت کردی کہ سید صاحب سے بیعت ہوجائیں، چنانچہ ہزاروں آدمی جو حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کی سالہا سال کی کمائی تھے، وہ سب حضرت سید صاحبؒ کے حلقہ بگوش ہوگئے''۔ (ج۲،ص:۱۰۷، مکتبہ محمودیہ لاہور، سال اشاعت:۱۳۹۷ھ، ۱۹۷۷ء)

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ شاہ عبدالرحیم ولایتی سہارنپوری فاطمی شہیدؒ کو اپنے مرشد اول شاہ رحم علی ساڈھورویؒ اور مرشد ثانی شاہ عبدالباریؒ سے اجازت وخلافت تھی۔ اور حضرت جی میانجیو نورمحمد صاحبؒ کو سید احمد شہیدؒ سے بھی اجازت وخلافت ہے اور حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کو ان کے مرشد اول حضرت شاہ نصیرالدین صاحبؒ سے بھی اجازت ہے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ چشتیاں ہرگز نمیرد